JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 14, Issue: 01, July – December 2020

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

تفسیر "عمدۃ البیان" میں مولانا ابو طاہر اسحاق خان المدنی کے منہج کا تحقیقی مطالعہ

A Study of the Methodology of Maulana Abu Tahir Ishaq Khan Al-Madani in Tafsir "Umdat-ul-Bayan"

Muhammad Imaran*
Lecturer, Islamic Studies,Cadet College, Muzaffarabad.

Dr. Abdul Hameed Khan Abbasi**
Chairman, Department of Quran & Sunnah, Allama Iqbal Open University, Islamabad.

Abstract

Being a scholar and preacher of Islam, Maulana Muhammad Ishaq Khan al-madani*'s dominant method in his exegesis is preaching method. Keeping the differences of sects of subcontinent in view, his main focus in the explanation of verses of the* Holy Qur'an *is on to reforms people's beliefs based on the different exegeses of the* Holy Quran *.According to him it is necessary that a* Tafsir*to be written in language that is suitable to the modern time and that provide satisfactory answers to the errors created by the innovators in the Islamic beliefs. The article is an endeavor to explore his method in his Tafsir: "* 'Umdatul Bayan fi Tafsir al-Qur'an*" with the analysis of examples derived from his above mentioned* Tafsir.

Keywords: *M. Ishaq Madani, Exegesis, Method, Preaching method, Analysis.*

مولانا اسحاق خان المدنی کا تعارف: نام و نسب

کنیت ابو طاہر، نام محمد اسحاق خان، نسبت المدنی، والد گرامی سردار خان ولی خان، جد امجد سردار نواب خان ۱۹۴۴ء کو پاکستان کے زیر انتظام کشمیر کے ضلع سدھنوتی کے مجاہد خیز علاقے منگ کے ذیلی گاؤں "چھلاڑ گہل" میں پیدا ہوئے(1)۔آپ مذہبا حنفی اور عقیدہ کے اعتبار سے اہل السنۃ والجماعۃ سے ہیں(2)، والدین کا سایہ بچپن ہی میں سر سے اٹھ گیا تھا، مگر علم کا شوق قدرت کے فضل و کرم سے آپ کی

CC BY

طبیعت میں بطور خاص ودیعت فرما دیا گیا تھا، جس کی بناپر آپ بچپن ہی سے سخت مشکلات اور مختلف قسم کے رکاوٹوں کے باوجود اس راہ میں برابر مشغول اور پورے عزم واستقلال سے کوشاں رہے۔

حصول علم اور اساتذہ

ابتدائی تعلیم

مولانا محمد اسحاق خان المدنی نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی علاقے کے گورنمنٹ مڈل سکول سے حاصل کی جبکہ ابتدائی دینی تعلیم اپنے چچا سے حاصل کی۔ مذکورہ بالا سکول سے آٹھویں جماعت اچھے نمبروں سے پاس کرنے کے بعد انہوں نے دینی تعلیم کی غرض سے دارالعلوم تعلیم القرآن آزاد کشمیر کا رخ کیا جو کہ آزاد کشمیر میں دینی تعلیم کے بڑے اداروں میں سے ایک ہے۔ اس وقت یہ ایک چھوٹا مدرسہ تھا اور انجمن تعلیم القرآن پلندری کے نام سے جانا جاتا تھا۔ چنانچہ شیخ المدنی نے پاکستان اور آزاد کشمیر کے مدارس کا مخصوص نصاب میں سے کچھ دینی کتب کے اسباق یہاں پڑھے اور دو سال کے بعد پاکستانی دینی تعلیم کے مشہور مدارس میں سے ایک مدرسہ خیرا لمدارس کا رخ کیا جہاں انہوں نے چار سال تک دینی تعلیم کو جاری رکھا۔ بعد ازاں آپ ۱۹۶۲ء میں نہ صرف کراچی بلکہ پاکستان کے بڑے دینی ادارے دارالعلوم بنوری ٹاؤن میں داخلہ لیا جہاں آپ نے کبار علمائے دین جن میں شیخ الحدیث علامہ محمد یوسف بنوریؒ، شیخ مفتی ولی حسن اور دیگر علماء سے استفادہ کیا۔ اس طرح آپ نے دارالعلوم بنوری ٹاؤن سے ۱۹۶۴ء میں اچھے نمبروں کے ساتھ سند فراغت حاصل کی۔ ابھی علم کی پیاس بجھی نہیں تھی اس لیے شیخ المدنی نے مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کے زیر سایہ فقہ وافتاء میں تخصص کی غرض سے دارالعلوم اسلامیہ کراچی میں داخلہ لیا(3)

چنانچہ اس سلسلے میں سب سے پہلے آپ نے مقامی مڈل سکول (جو کہ اب ڈگری کالج بن چکا ہے،) میں داخلہ لیا، جہاں آپ نے پہلی اور دوسری دونوں جماعتوں کا امتحان چند ماہ میں پاس کرکے تیسری جماعت میں داخلہ لے لیا، اور اس سکول میں تعلیم کے دوران آپ بعد کی جماعتوں اور مختلف مراحل میں امتیازی پوزیشن میں کامیابی حاصل کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے اسی سکول میں ۱۹۵۷ء میں مڈل کا امتحان بورڈ کے تحت امتیازی پوزیشن میں پاس کیا، اور اپنے سب ساتھیوں سے فائق اور ممتاز رہے، جو ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم تھا جس سے آپ کو بطور خاص نوازا اور سرفراز فرمایا گیا تھا(4)۔

دینی مدرسے میں داخلہ اور دینی تعلیم کا آغاز

دینی تعلیم

پھر آپ نے مڈل کا امتحان دیتے ہی دینی تعلیم کے حصول کے لئے ۱۹۵۷ء کے اوائل میں دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری آزاد کشمیر میں داخلہ لے لیا، جو اس زمانے میں "انجمن تعلیم القرآن" کے نام سے ایک ابتدائی سطح کا دینی مدرسہ تھا(5)۔ جہاں آپ نے شیخ المشائخ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے، جن کی آپ پر خصوصی توجہ اور خاص نظرِ عنایت شروع ہی سے مبذول تھی، اور اصل میں ان ہی کی ترغیب و تحریص سے آپ نے سکول کی تعلیم سے رُخ موڑ کر دینی علوم

کے حصول کی طرف رُخ کیا، اور دارالعلوم تعلیم القرآن میں داخلہ لیا،اور ابتدائی کتابیں بھی آپ نے انہی سے پڑھیں (6)۔اور ۱۹۵۷ء اور ۱۹۵۸ء کے دوسال وہیں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے پنجاب پاکستان کارخ کیا، اور ۱۹۵۹ء کے اوائل میں ملک کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ خیر المدارس ملتان میں داخلہ لیا(7)، جو اس زمانے میں "مدرسہ خیر المدارس" کے نام سے شہرت رکھنے والی ایک اہم اور امتیازی شان کی دینی درسگاہ تھی، جس کا اصل سبب اور باعث یہ تھا کہ اس زمانے میں اپنے وقت کے مشہور محدث شیخ الحدیث حضرت علّامہ مولانا محمد شریف صاحب کشمیری نوراللہ مرقدہ خیر المدارس میں صدر مدرسین اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے، وہ چونکہ حضرت مدنی مدظلہم العالی کے گاؤں منگ کے قریب ہی واقع علاقہ پٹن شیر خان کے رہنے والے تھے اس لئے ان کی وجہ سے حضرت مدنی نے مدرسہ تعلیم القرآن پلندری سے مدرسہ خیر المدارس ملتان کارخ کیا، اور ۱۹۵۹ء کے اوائل سے لیکر ۱۹۶۲ء تک چار سال تک آپ نے ملتان کی اسی درسگاہ میں قیام کیا(8)۔

پھر اس کے بعد آپ ملتان سے کراچی چلے گئے، جہاں آپ نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں داخلہ لیا جو اس زمانے میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے نام سے ایک مشہور و معروف اور امتیازی شان کی دینی درسگاہ تھی، اس میں آپ نے موقوف علیہ اور دورہ حدیث کے درجات کی تکمیل کی، جس کے بعد آپ اسی درسگاہ کے زیر اہتمام وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحان میں شریک ہوئے، جہاں سے آپ نے ۱۹۶۴ء میں امتیازی نمبروں میں کامیابی حاصل کرکے سند فراغ حاصل کی، جو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان خصوصی عنایات ہی کا نتیجہ اور ثمر تھا۔(9)

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں اس وقت آپ کے اساتذہ کرام و مشائخ عظام میں محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف صاحب بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ، ولی کامل حضرت مولانا فضل محمد صاحب سواتی رحمۃ اللہ علیہ، اور استاذِ کامل حضرت مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی بطورِ خاص قابل ذکر ہیں۔(10)

شعبہ تخصّص میں داخلہ اور مفتی محمد شفیع صاحب سے استفادہ: ۱۹۶۴ء میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے تخصص فی الفقہ کے لئے اپنے وقت کی ایک اور عظیم الشان علمی اور دینی شخصیت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ سے اکتساب فیض کے لئے دارالعلوم کراچی میں داخلہ لیا(11)۔

اعلیٰ تعلیم

۱۹۷۲ء میں شاہ فیصل بن عبد العزیز۔ کی حکومت نے پاکستانی اساتذہ کے لیے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں اعلیٰ تعلیم کے لیے وظائف کا اعلان کیا جس کے لیے پاکستان سے دس اساتذہ کا انتخاب ہوا ان میں شیخ محمد اسحاق خان المدنی بھی شامل تھے۔ چنانچہ انہیں اسی سال جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے کلیہ شریعہ میں داخلہ ملا جہاں سے انہوں نے ۱۹۷۶ء میں چار سالہ تعلیم اعلیٰ نمبروں سے پاس کی اور رئیس الجامعہ سے نقدی انعام ہزار سعودی ریال وصول کیے [12]

خدمات

مولانا ابوطاہر اسحاق خان المدنی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمات کا ذکر کیا جاتا ہے جو انہوں نے تعلیم سے فراغت کے بعد سر انجام دی جو کہ مندرجہ ذیل ہیں تدریسی، تبلیغی، سیاسی، اور جہادی۔

تدریسی خدمات

دارالعلوم کراچی میں تھوڑی مدت بعد وہ شیخ الحدیث محمد یوسف خان کی دعوت و خواہش پر دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری آزاد کشمیر لوٹ آئے جہاں انہوں نے تدریس کا آغاز کیا(13)۔ لیکن پھر انہوں نے دوسری مرتبہ خیر المدارس ملتان میں داخلہ لے کر مولانا محمد شریف کشمیریؒ (م ۱۴۱۰ھ، ۱۹۹۰ء) اور مولانا خیر محمدؒ (۱۳۹۰ھ، ۱۹۷۰ء) سے اکتساب علم کیا۔ پھر دوبارہ شیخ الحدیث محمد یوسف خانؒ کی دعوت پر پاکستان کے زیر انتظام کشمیر میں دارالعلوم تعلیم القرآن تشریف لائے اور مزید تعلیم کے لیے مملکت سعودی عرب جانے تک وہیں تدریسی فرائض سر انجام دیتے رہے(14)۔

بہر کیف حضرت مولانا محمد یوسف خانصاحبؒ کے اصرار اور ان کے حکم و ارشاد پر مولانا مدنی نے دوبارہ دارالعلوم پلندری میں تعلیم و تدریس کی خدمات کا سلسلہ شروع کر دیا، جس کو آپ پوری محنت اور لگن سے انجام دیتے رہے، اس وقت چونکہ آپ عین عالم شباب میں تھے، اور ایک شعلہ جوّالہ کی حیثیت سے خاص شہرت رکھتے تھے، اس لئے آپ دارالعلوم کی ہمہ جہتی خدمت میں شب و روز مشغول و منہمک رہتے، یہاں تک کہ قدرت کی طرف سے آپ کے لئے بالکل اچانک مدینہ منورہ جانے کا پروگرام بن گیا، اور ایسا کہ آپ نے اس کے لئے کوئی درخواست تک نہ دی، بلکہ بالکل اچانک آپ کا مدینہ منورہ کے لئے انتخاب عمل میں آگیا اور آپ ۱۹۷۲ء میں مدینہ منورہ روانہ ہو گئے، اور ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۶ء تک چار سال آپ کو مدینہ منورہ میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی(15)۔، اس دوران جامعہ آپ جامعہ اسلامیہ میں کُلّیۃُالشریعہ میں زیر تعلیم بھی رہے، اور آپ کو مسجد نبوی میں درسِ قرآن دینے کی عظیم الشان اور مبارک و مسعود سعادت بھی نصیب ہوئی، اور کُلّیۃُالشریعہ کا چار سالہ کورس آپ نے امتیازی پوزیشن میں پاس کیا(16)۔

تبلیغی خدمات

شیخ المدنی کا مطالعہ قرآن سے تعلق

شیخ المدنی کا مطالعہ قرآن سے بہت طویل اور عمیق تعلق رہا چنانچہ حصول علم کی تکمیل کے بعد انہوں نے دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری میں تدریس کے ساتھ ساتھ درس قرآن کا آغاز کیا جس کا وقت نمازِ ظہر سے پہلے آدھ پون گھنٹہ پہلے ہوتا تھا(17)۔ مقدمہ تفسیر بنام" نعمت قرآن اور اس کے تقاضے میں رقمطراز ہیں:

> "دارالعلوم میں اپنے قیام کے دوران قرآن حکیم کے ترجمہ و تفسیر کی سعادت دو طرح سے حاصل رہی، ایک تو اپنی تعلیمی اور تدریسی خدمات کے ضمن میں مختلف درجات کے طلباء کو سبقاً سبقاً قرآن حکیم کی تفسیر پڑھاتے تھے۔۔۔اور دوسرے روزانہ نماز ظہر کے موقع پر دارالعلوم پلندری کی جامع مسجد میں جو کہ اس علاقے کی ممتاز و معروف عظیم الشان اور قدیم

تاریخی اور مرکزی جامع مسجد ہے، اس میں ظہر سے پہلے روزانہ آدھ پون گھنٹہ تک عوام الناس کے لیے درس قرآن دیا کرتے تھے"(18)۔

حصول علم کے لیے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں اپنے قیام کے دوران حصول علم کے ساتھ ساتھ انہیں مسجد نبوی میں نماز مغرب سے نماز عشاء تک درس قرآن کی سعادت حاصل رہی۔ چنانچہ اس سعادت کی بابت فرماتے ہیں :

"شام کو روزانہ نماز مغرب سے نماز عشاء تک مسجد نبوی علیٰ صاحبہ الف الف التحیۃ والسلام، میں درس قرآن دیا کرتے تھے۔(19)۔

۱۹۷۷ء میں جامعہ اسلامیہ سے فراغت کے بعد شیخ المدنیؒ کو سعودی حکومت کی جانب سے تبلیغی خدمات کی انجام دہی کے لیے اسلامک مشن برائے متحدہ عرب امارات دبئی کے رکن کے طور پر دبئی جانا ہوا تو ادائیگی فرائض کے علاوہ انہوں نے درس قرآن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا(20)۔

مسجد نبوی ﷺ میں درسِ قرآن کی سعادت سے سرفرازی

مدینہ منورہ کے اپنے چار سالہ قیام (۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۶ء تک) کے دوران آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جو ایک اور عظیم الشان سعادت نصیب ہوئی، وہ مسجد نبوی ﷺ میں درسِ قرآن دینے کی سعادت و توفیق تھی، آپ کا یہ حلقہ درس جو روزانہ مغرب سے عشاء تک ہوا کرتا تھا، "باب الرحمۃ" کی پچھلی جانب منعقد ہوا کرتا تھا جس میں پاکستان، ہندوستان، اور بنگلہ دیش وغیرہ کے اردو جاننے والے لوگ کافی بڑی تعداد میں شریک و شامل ہوا کرتے تھے۔(21)

سیاسی خدمات

جمعیت علماء آزاد کشمیر کا احیاء اور اس کی تجدید

سو اسی طرح مولانا مدنی نے ریاست جموں و کشمیر کی قدیم دینی اور سیاسی جماعت جمعیتِ علماء آزاد کشمیر کے احیاء اور اس کی تجدید کے لئے بھی اہم کردار ادا کیا، چنانچہ ۱۹۶۵ء میں جمعیت کے اس وقت کے اکابر نے مولانا مفتی عبدالمتین صاحب آف تھب، باغ، مولانا محمد اشرف خان صاحب آف منگ، اور مولانا محمد اسحٰق خان صاحب المدنی تین افراد پر مشتمل ایک دستوری کمیٹی تشکیل دی، جس کے ذمّے جماعت کے لئے نئے دستور کی تیاری کا کام لگایا گیا(22)۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی دس سالہ رکنیت کا شرف و اعزاز

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے مفسرِ قرآن حضرتِ مدنی رحمتہ اللہ علیہ کو جو ایک اور امتیاز و اعزاز نصیب ہوا وہ اسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر کی رکنیت کا اعزاز و امتیاز تھا، جس پر آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کم و بیش دس سال تک فائز رہے(23)، اور آپ وہ واحد شخصیت تھے جو بیک وقت اسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر کے بھی رکن تھے، اور اسلامک مشن متحدہ عرب امارات کے بھی(24)۔

کم عمری میں بی،ڈی ممبری سے سرفرازی

چنانچہ اسی دور میں جب کہ آپ کی عمر مشکل سے پچیس سال بنتی تھی آپ نے پہلی مرتبہ بی،ڈی ممبری کے انتخابات میں حصہ لیا، اور مقامی سطح کے کئی کھڑپینچ لیڈروں کو شکست دے کر آپ بھاری اکثریت سے بی، ڈی ممبر منتخب ہو گئے، اس وقت کے اس ایوانِ نمائندگان میں حضرت مولانا سب سے کم عمر رکن تھے، اس انتخاب کے نتیجے میں مولانا نے اپنے علاقے میں بہت سے اہم تعمیری اور سماجی کام سرانجام دیئے۔(25)

اسلامی مدارس اور مراکز کی خدمت

اسلامی مدارس اور مراکز کی خدمت وسرپرستی

اسی طرح مولانا مدنی موصوف کو متحدہ عرب امارات دبی کے اپنے پینتیس (۳۵) سالہ قیام کے دوران برصغیر پاک و ہند وغیرہ کے بے شمار دینی مدارس اور اسلامی مراکز کی گوناگوں طریقوں سے خدمت اور سرپرستی کی توفیق و سعادت بھی نصیب ہوئی (26)، آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ہمدرد طبیعت اور رحمت و شفقت والے مزاج سے نوازا ہے، کہ دبی میں آپ کے گھر کا دروازہ اہلِ حق اور ضرورت مندبندوں کے لئے ہمیشہ کھلا رہتا تھا، اور دینی مدارس و مراکز کی خدمت اور اہلِ حق کے ساتھ ہمدردی رکھنے کا یہ جذبہ آپ میں ایسا عام اور اس قدر ہمہ گیر تھا کہ اس کا دائرہ پاکستان، ہندوستان، برما و بنگال، نیپال، یورپ وامریکہ، اور روس وافغانستان وغیرہ کے کئی ملکوں اور براعظموں کو شامل تھا اور ان مختلف ملکوں کے لوگ مختلف مدارس اور دینی مراکز کی خدمت و معاونت کے لئے مسلسل اور لگاتار آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔(27)۔

جہادی خدمات

۱۹۶۵ء کے جہاد میں شرکت:۔ اسی طرح اس دوران حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۹۶۵ء کے جہاد میں بھی بڑا اہم اور قابل ذکر رول ادا کیا، چنانچہ خطباتِ جمعہ اور عام اجتماعات میں اہم اور پُرزور خطابات وغیرہ کے علاوہ ۱۹۶۵ء کے جہاد میں آپ افواج کو کمک پہنچانے کے لئے خصوصی جتھے تیار کرکے اگلے مورچوں میں سامانِ رسد پہنچانے کے لئے بذاتِ خود بھی شرکت کرتے رہے، چنانچہ اسی طرح کے ایک سفر کے دوران آپ کے قافلے پر پھگواٹی کے مقام پر دشمن کی طرف سے بمباری بھی ہوئی، لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محفوظ رہے، یاد رہے کہ پھگواٹی کا یہ مقام آزاد کشمیر مشہور شہر بجیرہ کے بالکل سامنے واقع ہے، اور یہ علاقہ خاکی ٹیکری کے سامنے ہے۔(28)۔

مؤلفات

تصنیف وتالیف کے میدان میں

ابوطاہر مولانا اسحاق خان المدنی رحمتہ اللہ علیہ کی مؤلفات دو طرح کی ہیں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ۔

اسی طرح تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی آپ ایک امتیازی درجہ و شان رکھتے ہیں، اور آپ کی یہ تصنیفات و تالیفات عرب و عجم کی کئی بڑی علمی اور دینی شخصیات سے خراج تحسین اور ہدیہ تبریک وصول کر چکی ہیں (29)۔

آپ کی بعض گرانقدر عربی تالیفات

آپ کی ان تالیفات و تصنیفات میں سے بعض خصوصی عظمت و اہمیت کی حامل ہیں، جیسے آپ کی ضخیم عربی کتاب "نفحاتُ العنبر فی خُطب المنبر" جو کوئی آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے (30)۔

الف۔ عربی زبان میں تحریر کی گئی کتب

۱۔ نفحات العنبر فی خطب المنبر

۲۔ دار العلوم الاِسلامیۃ

۳۔ المولد النبی الشریف وبدعۃ الاحتفال بہ

۴۔ من مزایا الاِسلام ومحاسنہ

۵۔ المسجد ودورہ فی بناء الفرد والمجتمع .

ب۔ اردو میں تحریر کی گئی کتب

۱۔ زبدۃ البیان فی تفسیر القرآن

۲۔ عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن

۳۔ تحفہ علم و حکمت (علوم و حکم پر مشتمل پچاس احادیث کی شرح)

۴۔ معجزات خاتم الانبیاء ﷺ

۵۔ قرآن و سنت کی مقدس دعائیں۔

۶۔ نماز مترجم مع ضروری مسائل و چہل حدیث

۷۔ الاَربعین

۸۔ نعمت قرآن اور اس کے تقاضے (تفسیر زبدۃ البیان کا مقدمہ)

۹۔ عشرہ ذی الحجۃ کی فضیلت

۱۰۔ اسلامی تعلیم

۱۱۔ روزہ، ایک عظیم الشان عبادت

۱۲۔ مسلمان بہن کے نام ایک پیغام

۱۳۔ نجات دلانے والے اعمال

غیر مطبوعہ کتب

۱۔ اسلام اور سلام

۲۔ ایمان اور اسلام ۳۔ درود و سلام۔ ۴۔ سنت و بدعت۔ ۵۔ اوجز التفاسیر تحفہ علم و حکمت المعروف ''تحفہ علم و حکمت'' (تحفۃ العلوم والحکم بشرح خمسین من جوامع الکلم)

عمدۃ البیان علماء کی نظر میں

عمدۃ البیان کی قدر و قیمت اور علمی عظمت کا اندازہ درج ذیل علماء کے اقوال سے لگایا جاسکتا ہے

مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب مہاجر مدنی، صاحب تفسیر انوار التنزیل لکھتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے آں محترم کو تبلیغ حق اور تالیف و تصنیف کا جو ذوق عطا فرمایا ہے وہ بہت مبارک ہے، اللہ تعالی ذوق قلب اور زور قلم اور زیادہ کرے، آپ کا تفسیری کارنامہ بہت مبارک ہے (31)۔

مفتی اعظم پاکستان جناب مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صدر دارالعلوم کراچی فرماتے ہیں کے یہ جان کر دلی مسرت ہوئی کہ آں محترم قرآن کریم کا ایک نیا اردو ترجمہ بھی لکھ رہے ہیں اور اس کی تفسیر بھی اللہ تعالی اس عظیم الشان قرآنی خدمت کو نافع بنا کر شرف قبولیت سے نوازے (32)۔

مفکر اسلام جناب مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ قرآن حکیم کی خدمت میں اشتغال، قدرت کی بڑی عظیم الشان عنایت اور مہربانی ہے، ایسے میں قرآن حکیم کے ترجمہ و تفسیر کی یہ خدمت جو فاضل گرامی جناب مولانا محمد اسحاق خان صاحب زید لطفہ، کو نصیب ہوئی ہے، اللہ پاک کی عظیم الشان عنایت اور بڑی مبارک خدمت ہے۔ (33)۔

استاد المحدثین جناب مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی وصدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان) تحریر فرماتے ہیں کہ خدمت قرآن حکیم کا ایک نئے اردو ترجمہ و تفسیر کا وہ عظیم الشان ہے جو آپ نے کم و بیش کوئی بیس سال کے طویل عرصے کی شبانہ روز محنت اور انتھک کوشش سے مرتب کیا، جو کہ اللہ پاک کی خاص توفیق و عنایت ہے، جو موصوف کو نصیب ہوئی (34)۔

مولانا قاضی عبد الطیف رح جہلمی تحریر فرماتے ہیں کے، " تفسیر عمدۃ البیان " نہایت قابل قدر خدمت ہے۔

تفسیر عمدۃ البیان کو دیکھنے کا موقع ملا، اللہ تعالی کی توفیق اور عنایت سے مسلک اہل سنت والجماعت پر قائم رہتے ہوے اور سلف و صالحین کی پیروی کرتے ہوے علوم قرآن و سنت کی نشر واشاعت کی خدمت انجام دینا، جس طرح کے حضرات علماء دیوبند کا امتیاز رہا ہے ہے۔بڑی سعادت کی بات ہے ،اس اعتبار سے مولانا موصوف کی یہ خدمت نہایت قابل قدر ہے۔ان کی خیر الناس من ینفع الناس کا مصداق بنائے (35)۔

انمول اور عدیم النظر

مفتی محمد زر ولی خان تحریر کرتے ہیں کے تفسیر عمدۃالبیان دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی، جو حضرت مفسر نے اپنے مقام رفیع کی بناء پر اور اپنے حسن ظن کے مطابق مجھ ناکارہ کی طرف ارسال فرمائے۔ اس بناء پر عرض کرتا ہوں کہ اگر اکابر واسلاف کی تفسیری خدمت کو پیش نظر رکھ کر مولانا محمد اسحاق خان رح کی یہ تفسیر انہی التزامات اور خصائص ومزایا پر مکمل ہو گئ جن کا ذکر موصوف نے اس ضمن میں فرمایا ہے توانشاء اللہ یہ تفسیر ایک انمول اور عدیم النظیر تفسیر ہو گئ (36)۔

فصاحت وبلاغت کا مرقع زریں

مولانا حافظ حسن جان (شیخ الحدیث جامعہ امدادیہ، پشاور وسابق رکن نیشنل اسمبلی آف پاکستان) تفسیر عمدۃالبیان فصاحت وبلاغت کا مرقع زریں اور ایک عظیم شاہکار ہے۔ (37)۔

ایک وقیع خدمت قرآن

منظور احمد چنیوٹی، پرنسپل جامعہ عربیہ چنیوٹ، ضلع جھنگ تفسیر "عمدۃالبیان" بلاشبہ قرآن حکیم کی ایک بڑی اہم اور وقیع خدمت ہے۔ یہ ترجمہ وتفسیر دیگر تمام تراجم وتفاسیر سے اپنی خاص امتیازی شان رکھتا ہے، جو اس اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔ (38)

نہایت قیمتی علمی سرمایا

مولانا محمد عبداللہ، رئیس الجامعۃالاسلامیہ الفریدیہ تفسیر "عمدۃالبیان" ایک متاع گرانقدر اور نہایت قیمتی علمی سرمایا ہے۔ (39)۔

وفات

آپ نے 27 جون 2018ء کو ضلع سدھنوتی کی تحصیل منگ کے علاقے میں داعی اجل کو لبیک کہا اور آپ کو منگ میں دفن کیا گیا۔ (رحمہ اللہ تعالیٰ رحمتہ واسعتہ)

عمدۃالبیان کا تعارف

نام اور طباعت تفسیر عمدۃالبیان

تفسیر کا نام "عمدۃالبیان فی تفسیر القرآن المعروف التفسیر المدنی الکبیر" ہے۔ مکمل قرآن مجید کی یہ تفسیر بزبان اردو درمیانے سائز کی سات ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ ہر جلد تقریبا ۸۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ کے بالائی حصہ میں قرآنی متن مع ترجمہ درج ہے۔ جب کہ تفسیر علیحدہ سے درج کی گئ ہے۔ ہر جلد کے شروع میں فہرست عناوین تفصیلا درج کیے گئے ہیں جس سے قاری کو اپنے متعلقہ موضوع تک رسائی آسان ہو جاتی ہے۔ خط واضح اور صاف ہے اور کتابت بھی عمدہ انداز سے کی گئ ہے۔ اس تفسیر کے ناشر میں دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری، آزاد کشمیر اور المدنی پبلی کیشنز اسلام آباد درج ہے جب کہ یہ تفسیر دسمبر ۲۰۱۰ء میں شائع ہوئی ہے۔

اسباب تالیف

طویل اور گہرے مطالعہ قرآن اور دروس قرآن کے بعد شیخ محمد اسحاق خان المدنی کو شدت سے اس بات کا احساس ہوا کہ بر صغیر پاک و ہند میں تحریر کیے گئے تراجم و تفاسیر قرآن عصر حاضر کی زبان و بیان اور جدید بیانیے سے ہم آہنگ بھی نہیں ہیں اور قرآن مجید کے اردو تراجم و تفاسیر میں بعض زائغین کی جانب سے جو تحریفات واقع ہوئی ہیں، اہل حق کی جانب سے کسی نے ان کا نوٹس بھی نہیں لیا ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن مجید کا ایک جدید ترجمہ اور تفسیر قرآن تحریر کی جائے جو مذکورہ بالا منفی رجحانات سے پاک ہو۔ ترجمہ و تفسیر کے داعیہ پر وہ رقمطراز ہیں:

> "اسی دوران اردو کے مختلف تراجم، حواشی اور تفاسیر کے مطالعہ کے ضمن میں ایک نئے ترجمہ و تفسیر کا داعیہ اور تقاضا رہ رہ کر اور بار بار سامنے آتا رہا کہ ہمارے اکابر واسلاف نے اس سلسلہ میں جو اہم اور گرانقدر خدمات انجام دی ہیں، ان کے بھرپور احترام کے باوجود، بوجوہ ایک ایسے نئے کام کی ضرورت کا احساس بار بار ہو رہا تھا، مثلاً یہ اس ضمن میں جو مساعی جمیلہ اب تک انجام دی گئی ہیں، ان میں کہیں تو یہ کہ محاورہ اور زبان پرانے ہو چکے ہیں، بعض تو متروک کے دائرے تک پہنچ چکے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو طبائع جدیدہ کے لیے مطلوبہ کشش نہیں رکھتے پھر کچھ ایسے ہیں جو بالکل تحت اللفظ قسم کے ہیں"[40]۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ محترم مفسر نے اس ضمن میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان سے ملاقات میں اور مولانا محمد منظور نعمانی اور مولانا قاری محمد طیب کو بھی اپنے اس منصوبے کے بارے میں خط وکتابت کے ذریعے آگاہ کیا تو اول الذکر دو حضرات نے مفسر موصوف کی تائید کی جبکہ آخر الذکر نے اس حوالے سے فرمایا کہ یہ ایک آدمی کے کرنے کا کام نہیں بلکہ یہ ایک جماعت کا کام اور جماعت بھی ایسی کہ جو علم و تقوی اور اہلیت وصلاحیت کے اعتبار سے اس کے لائق ہو۔

تاہم مفسر موصوف کے بقول: راقم اثم نے سوچا کہ ایسی جماعت کب بنے گی؟ مطلوبہ وسائل کب اور کیسے مہیا ہوں گے؟ اور یہ کام اس کے بعد کب شروع ہوگا؟۔۔۔ تو اس پس منظر میں راقم اثم کے دل میں آخر یہ خیال وارادہ اور پختہ ہو گیا کہ آخر خود ہی کیوں نہ یہ کام شروع کر دیا جائے۔ گو کہ اپنے اندر اس کی اہلیت وصلاحیت نہیں لیکن جس ذات اقدس واعلیٰ پر بھروسہ واعتماد ہے اس کی صفت وشان تو علی کل شئ قدیر ہے[41]۔

تفسیر عمدۃ البیان میں مولانا اسحاق خان المدنی کا منہج

منہج اور اسلوب (بالاختصار)

ترجمہ و تفسیر کا اسلوب و خصوصیات

مولانا محمد اسحاق خان المدنی نے تفسیر کے مقدمہ میں اپنے اس ترجمہ و تفسیر قرآن کی جو خصوصیات بیان کی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان نکات کو بھی جانچا جاتا ہے کہ آیا مترجم و مفسر ان امور پر پورے اترے ہیں یا نہیں۔

۱۔ یہ ترجمہ نہ تو بالکل تحت اللفظ قسم کا ہے اور نہ ہی پرانے محاورے میں، کہ اس دور کی عام طبیعتیں اس کی طرف مائل نہیں ہو تیں اور اس طرح وہ قرآنی علوم و معارف اور اس کے انوار وہدایت سے پوری طرح مستفید نہیں ہو سکتیں، جو کہ ایک بڑا خسارہ ہے۔

۲۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اس بات کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے کہ ترجمہ بالکل اس طرح کا آزاد ترجمہ بھی نہ ہو کہ ترجمہ کی بجائے خود اپنی ہی تقریر معلوم ہونے لگے، جیسا کہ بعض حضرات نے کیا ہے بلکہ معاملہ ان دونوں کے درمیان اور دونوں کی خوبیوں کا جامع ہو۔

۳۔ ترجمہ اس طرح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ سلیس و بامحاورہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایسا واضح اور مطلب خیز بھی ہو کہ آیت کریمہ کا مطلب اور اس کا مدعا و مفہوم اس سے پوری طرح واضح ہو جائے اور ایسا کہ دل و دماغ میں اتر جائے۔

۴۔ اس امر کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ ادب و بیان کے لحاظ سے بھی ایسا ہو کہ قرآنی ادب و بیان اور اس کی حلاوت و چاشنی کا بھی اس میں بقدر امکان اظہار ہو سکے۔

۵۔ ہر آیت کریمہ کا ترجمہ اس کے بالکل سامنے اور باقاعدہ آیت نمبر کے ساتھ اس طرح کیا گیا ہے کہ آیت کریمہ بھی سامنے رہے اور اس کا ترجمہ اور مفہوم و مدعا بھی، تاکہ اس کے معانی و مطالب کے سمجھنے سمجھانے اور یاد کرنے میں سہولت وآسانی رہے۔

۶۔ جہاں پر کسی ارشاد ربانی کے ایک سے زیادہ مطلب بنتے ہوں، وہاں پر اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ کوئی ایسی عام اور جامع تعبیر اختیار کی جائے، جو اس سب ہی معانی و مطالب کو حاوی و شامل ہو یا کم از کم ان میں سے اکثر و بیشتر کو اپنے جلو میں لیے ہوئے ہو۔

۷۔ اور جہاں اس طرح کی کوئی عام اور جامع تعبیر سعی و کوشش کے باوجود میسر نہ آسکی ہو، وہاں پر اس طریق کو اپنایا گیا ہے کہ تعبیر ایسے الفاظ و کلمات میں ہو، جو ان مختلف معانی میں سے اہم اور بنیادی معانی و مقاصد کی عکاس وآئینہ دار ہو۔

۸۔ اس بات کا بھی پورا پورا خیال رکھا گیا ہے اور بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ نظم قرآنی میں پائے جانے والے ہر کلمے، اور اس کی ہر حالت و کیفیت کی جھلک بھی امکانی حد تک اس کے ترجمہ میں ظاہر ہو سکے کہ نظم قرآنی اور کلام ربانی کی کوئی حالت و کیفیت بھی بے کار اور بے مقصد نہیں ہو سکتی۔

۹۔ ترجمہ و تفسیر میں صرف علمی اعتبار سے بیان مطالب پر ہی اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی پورا پورا لحاظ و خیال رکھا گیا ہے کہ ایمان و عقیدہ کی اصلاح و پختگی اور معاشرتی فساد و بگاڑ کی درستگی کا سامان بھی ہو سکے کہ اصل مقصود بہر حال یہی ہے۔

۱۰۔ اہل زیغ وضلال اور جملہ اصحاب فتنہ و فساد، خاص کر اہل شرک وبدعت، کی مغالطہ آمیزیوں اور تحریفات کا بھی حتی الوسع والمقدور نوٹس لیا گیا ہے جس کی طرف اہل حق کے تراجم و تفاسیر میں بالعموم اور بوجوہ آج تک کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔

اخیر میں مفسر محترم نے عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے معاملہ اہل علم و فضل کے سپرد کیا ہے کہ ان کی جانب سے جو بھی صائب و درست مشورہ ملے گا اس کو خندہ پیشانی کے ساتھ اور دل و جان سے قبول کیا جائے گا اور اس کے مطابق تغییر و ترمیم اور حک واضافہ میں کسی پس و پیش سے کام نہیں لیا جائے گا کہ مقصود اصلی بہر حال احقاق حق اور ابطال باطل ہے[42]۔

1۔ منہج عام

مفسر مولانا ابوطاہر محمد اسحاق خان المدنی کا تفسیر میں عام منہج یہ ہے کہ سورت کو ذکر کرنے کے بعد سورت کے نام، ایک ہو یا ایک سے زائد، ان کی وجہ تسمیہ، پھر سورت کے مکی اور مدنی ہونے میں علماء کی آراء، نزول میں اس کی ترتیب، آیات کی تعداد میں اختلاف جیسے امور بیان کرتے ہیں وہ اس طرح کے امور بیان کرنے میں احادیث وآثار سے استشہاد کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ سورت کے اغراض وموضوعات کو بیان کرتے ہیں پھر آیات کی تفسیر کرتے ہیں۔ تفسیر آیت کی توضیح میں دیگر قرآنی آیات، احادیث رسول ﷺ، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور اشعار کو بیان کرتے ہیں۔

2۔ منہج خاص

عقائد میں مولانا مدنی رح کا منہج

مولانا مدنی رح عام عقائد میں سلف صالحین کی پیروی کرتے ہیں۔ جہاں تک عقائد باطلہ اور ان کے قائلین کا تعلق ہے تو اس کا رد بھی مولانا مدنی رح کے اسلوب کا حصہ ہے۔

تفسیر بالماثور میں مولانا اسحاق خان المدنی کا منہج

مفسر مولانا اسحاق خان المدنی نے اپنی تفسیر میں تفسیر بالماثور کا اہتمام کیا ہے اس میں قرآن کی تفسیر قرآن سے، حدیث سے اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے شامل ہے جس کی تفصیل مع امثلہ مندرجہ ذیل ہے۔

تفسیر القرآن بالقرآن

تفسیر القرآن بالقرآن

﴿ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴾[43] (اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا)

اور ان انعام یافتہ حضرات سے مراد وہ چار گروہ ہیں جن کا ذکر سورہ نساء کی آیت نمبر ۶۹ میں آیا ہے۔ یعنی انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین (ابن کثیر، معارف، محاسن، جامع وغیرہ) سو اس سے یہ واضح ہو گیا کہ راہ ہدایت وہی ہے جن کو ان حضرات نے اختیار کیا اور جسکی تعلیم و تلقین انکی طرف سے فرمائی گئی ہے۔

سورۃ الحاقہ کی آیت: ﴿ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ﴾[44] (اس کھڑکا دینے والی کو ثمود اور عاد نے جھٹلا دیا تھا) کے تحت فرمایا:

سو وہ حادثہ کبریٰ ایسا ہولناک ہو گا کہ اس سے لوگوں کے ہوش اڑ جائیں گے جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا گیا:

﴿يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ

بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾[46)(45] (جس دن تم اسے دیکھ لوگے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو دیکھے گا کہ لوگ مدہوش، دکھائی دیں گیں، حالانکہ درحقیقت وہ متوالے نہ ہونگے لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۚ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا﴾[47] (ہاں ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعض بے انصاف ہیں (ا) پس جو فرمانبردار ہو گئے انہوں نے تو راہ راست کا قصد کیا۔)

اس آیت کی تفسیر میں مولانا مدنی فرماتے ہیں:

سو اس سے واضح فرما دیا گیا کہ ایمان والوں کے لیے کسی حق تلفی کا کوئی خوف واندیشہ نہیں کہ اس کی کوئی نیکی ضائع چلی جائے، اور وہ اس کے اجر وثواب سے محروم رہ جائیں، یا کسی کو اس کے استحقاق سے کم ثواب دیا جائے سو ایسی کوئی بات وہاں نہیں ہو گی۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر اس حقیقت کی اس طرح تصریح فرمائی گئی:۔۔۔۔ سورۃ طہٰ، آیت ۱۱۲﴿ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا﴾[48] اور جو نیک اعمال کرے اور ایمان دار بھی ہو تو نہ اسے بے انصافی کا کھٹکا ہوگا نہ حق تلفی کا) (ا)

۔۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا؛۔۔۔ سورۃ الزلزال﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾[49]،[50] (پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔)

شیخ المدنی نے اپنی تفسیر میں جابجا احادیث سے استفادہ کیا ہے۔ اس ضمن میں ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ بذکر سند حدیث کا اردو ترجمہ ذکر کرتے ہیں اور جس صحابی رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہوتی ہے اس کا ذکر کرتے ہیں۔ حدیث کے ذکر کے ساتھ وہ حدیث کی کتاب، اس کے باب اور فصل کا حوالہ بھی ذکر کرتے ہیں۔ سند حدیث پر کلام ان کے
منہج کا حصہ نہیں لیکن بہت کم کسی موقع پر کسی حدیث کی صحت وضعف پر بھی کلام کرتے ہیں (51)

تفسیر القرآن بالحدیث

تفسیر القرآن بآثار الصحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ تعالیٰ

اسرائیلیات کے بارے میں علامہ مدنی کا موقف

عام طور پر شیخ المدنی نے اسرائیلیات کو ذکر کرنے میں احتراز برتا ہے لیکن کہیں کہیں دوسری تفاسیر سے نقل میں کچھ اسرائیلیات در کر آئی ہیں۔ تفسیر عمدۃ البیان کی ایک عبارت سے مفسر کی اسرائیلیات کے بارے میں رائے کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

آیت: ﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ ... ﴾[52] (کیا تو نے نہیں دیکھا موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جنہوں نے نبی سے کہا۔۔) میں مذکور لوگوں کے تعین کے بارے میں اسحاق مدنی فرماتے ہیں : رہ گئی یہ بات کہ یہ لوگ کون تھے؟ کتنی تعداد میں تھے؟ اور کہاں کے رہنے والے تھے؟ وغیرہ وغیرہ تو ان تفصیلات کا جاننا اس مقصد عبرت کے لیے کچھ ضروری نہیں، جس کے لیے یہ قصہ بیان فرمایا جارہا ہے۔ ورنہ اللہ پاک خود ہی یہ سب کچھ اپنی کتاب حکیم میں بیان فرما دیتا۔ پس اس عام روایات کی بناء پر جو کہ زیادہ تر اسرائیلیات میں سے ہیں، ہمیں ان امور کی تفصیلات میں پڑنے کی ضرورت نہیں، مختصر یہ کہ یہ کوئی ایسی قوم تھی، جو کہ ہزاروں کی تعداد میں تھی، اور اپنی عیش پسندی وغیرہ امور کی بناء پر اتنی سست اور کمزور ہو گئی تھی، کہ یہ جہاد کرنے سے نکل بھاگی تھی[53]۔

فقہ اور اصول فقہ میں مولانا اسحاق خان المدنی کا منہج

مفسر موصوف آیت احکام کی تفسیر کے ذیل میں فقہی مسائل کو تفصیلا بیان کرتے ہیں لیکن اس بابت وہ ائمہ کا اختلاف اور دیگر فقہی جزئیات بیان نہیں کرتے۔ بیان احکام میں وہ فقہ حنفی کی تقلید کرتے ہوئے احکام شریعت کی حکمتیں بھی بیان کرتے ہیں۔ وہ مخاطب کی ترغیب وترہیب کے لیے مذکورہ احکام کے تعلق سے معاشرہ میں پائی جانے والی کوتاہیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے بعض مقامات پر فقہی اصول اور قواعد فقہیہ کی تطبیق بھی کی ہے۔ اس ضمن میں قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ مفسر موصوف نے فقہی احکام کے بیان میں محض کتب تفاسیر سے استفادہ کیا ہے۔ فقہی احکام کے بیان کے سلسلے میں مندرجہ ذیل چند مثالیں ملاحظہ ہوں :

مدت رضاعت سے متعلق آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں :

ان کے لیے جو یہ مدت پوری کرنا چاہیں مدت رضاعت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے اور جو مائیں یہ مدت پوری نہ کرنا چاہیں، وہ اس سے پہلے بھی اپنی مصلحت و ضرورت کے مطابق جب چاہیں دودھ چھڑا سکتی ہیں اور والدت کا لفظ عام ہے، خواہ طلاق والی ہوں، یا غیر مطلقہ۔ کیونکہ ماں کا دودھ بچے کے لیے سب سے عمدہ اور افضل دودھ اور سب سے زیادہ مفید اور مناسب غذا ہے۔۔۔ اس پر سب اطباء اور تمام ڈاکٹروں کا اتفاق ہے۔۔۔ اسی لیے ڈبوں وغیرہ کے دوسرے مصنوعی دودھ مختلف قسم کی بیماریوں کا سبب بنتے ہیں، خاص کر بچوں کے نقصان دہ موٹاپے وغیرہ کی اصل اور بڑی وجہ یہی مصنوعی دودھ ہوتے ہیں۔۔۔ چنانچہ اب خود یورپ وغیرہ کے ان ملکوں میں جو یہ دودھ تیار کرتے ہیں ان کے خلاف کام کرنے والی مستقل اور مختلف قسم کی ٹیمیں اور جماعتیں کام کرنے لگی ہیں[54]۔

شرعی حیلوں کے بارے میں واضح موقف مع دلائل بیان کرکے اہل بدعت کے کسی عالم کا رد کیا۔ اس سلسلہ میں ان کا موقف یہ ہے کہ ہر وہ حیلے جن کا مقصد احکام شرعیہ کا ابطال نہیں بلکہ ان پر عمل کرنا ہو اور اس میں تسہیل مقصود ہو تو وہ درست ہے۔ اس پر انہوں نے بہت سے دلائل پیش کیے مثلاً یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائی بنیامین کے لیے حیلہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تصویب کا ہونا اور اسی طرح حضرت ایوب علیہ السلام کا اپنی بیوی کے بارے کو سو کوڑے مارنے کی قسم کھانا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں سو تنکوں سے اس کے حل کی تجویز۔۔۔ اور پھر فرماتے ہیں : اس سے واضح ہوا کہ اہل بدعت کے ایک بڑے صاحب نے جو یہ کہا کہ "

شرعی حیلے کرنے بنی اسرائیل پر حرام تھے ہماری امت پر حلال ہیں تو اس نے ایک ایسی بالکل غلط اور بے بنیاد بات کہی جو عقل کے بھی خلاف ہے اور نقل کے بھی[55]۔

فقہی احکام کے بیان میں اصول فقہ اور قواعد فقہیہ کا ذکر ملاحظہ کیجیے: قیاس و اجتہاد کی شروط میں سے ایک اہم اور بنیادی شرط یہ ہے کہ "اِن لا یکون فی معرض النص" یعنی قیاس و اجتہاد صرف وہیں ہو سکتا ہے جہاں کوئی نص موجود نہ ہو۔ ایک مقام پر فرمایا: ''یہ دین حنیف کا ایک بنیادی ضابطہ اور مستقل اصول ہے کہ کسی بھی انسان کو اس کی حیثیت اور طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دی جاتی[56]۔ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: اور دین حنیف کا مستقل اصول اور ضابطہ یہ بھی ہے کہ نہ نقصان اٹھاؤ نہ نقصان پہنچاؤ نیز یہ کہ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ﴾[57]، [58]۔ (نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے)

علوم القرآن میں مولانا اسحاق خان المدنی کا اسلوب

تفسیر ''عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن'' میں ہر سورت کے آغاز میں اس کی وجہ تسمیہ، سورت کے مختلف نام، کہیں کہیں فضائل سور اور ان سورتوں کے مندرجات کی انتہائی اختصار کے ساتھ نشاندہی کی گئی ہے تاہم سورت کا مکی و مدنی ہونا بیان نہیں کیا گیا سوائے اس کے کہ سورت کے آغاز میں جو مکی و مدنی ہونا اور تعداد آیات کے بارے میں معلومات درج ہوتی ہیں ان کو من و عن اردو ترجمہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے[59]۔ اس کے علاوہ ناسخ و منسوخ آیات کی نشاندہی، شان نزول، اعجاز القرآن اور دیگر متعلقات قرآنی کو تفسیر میں بیان کیا گیا ہے۔

شان نزول کی مثال

مفسر موصوف نے آیات کے شان نزول کے ذکر کا اہتمام تو کیا ہے لیکن چونکہ ان کا مطمح نظر قرآن کریم کی ہدایت اور اس کے پیغام کو ہمہ گیر اور عالمگیر ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے لیے ترغیب، ترہیب اور تذکیر بھی ہے اس لیے جہاں انہوں نے شان نزول بیان کیا وہاں اکثر یہ درس دیتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ اس پیغام کا سبب نزول تو خاص یا یہ آیت مورد کے اعتبار سے تو خاص ہے لیکن لفظ کے اعتبار سے عام ہے اس لیے یہ پیغام عام اور ہر انسان کے لیے ہے۔

اس سلسلہ کی چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

سورۃ الھمزۃ کے بارے میں فرماتے ہیں: ''تفسیری روایات میں ولید بن مغیرہ اور اخنس بن شریق جیسے بعض مشرکین کو اس کا مصداق قرار دیا گیا ہے، سو اس کا ایک اہم اور اولیں مصداق تو ان لوگوں کو قرار دیا جا سکتا ہے لیکن اصل اور ضابطہ کے مطابق حق یہ ہے کہ یہ ارشاد عام ہے، اور ایسے شخص کو شامل ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو اور کہیں بھی ہو کیونکہ اصل ضابطہ اور کلیہ یہی ہے اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ کہ خصوص سبب کا (العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص المورد)[60]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِه مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾(61)

(اور جب تم طلاق دے دو اپنی عورتوں کو پھر وہ پورا کر لیں اپنی عدت کو، تو تم ان کو مت روکو اس بات سے کہ وہ نکاح کریں اپنے (تجویز کردہ) شوہروں سے جب کہ وہ آپس میں (نکاح کرنے پر) راضی ہو جائیں دستور کے مطابق)۔

مذکورہ آیت کے شان نزول میں فرماتے ہیں: روایات کے مطابق حضرت معقل بن یسارؓ کی ہمشیرہ کو طلاق ہو گئی۔ پھر ان کی عدت پوری ہونے پر اسی شخص نے جس نے ان کو طلاق دی تھی دوبارہ اپنی بہن کو تمہارے نکاح میں کبھی نہیں دوں گا، کیونکہ میں نے اس سے پہلے تم سے اس کا نکاح کیا، اور تمہارا گھر بسایا، مگر تم نے اس کو بلا وجہ طلاق دے دی۔ لہٰذا اب یہ دوبارہ تمہارے گھر کسی صورت میں بھی نہیں جائے گی، معقلؓ خود کہتے ہیں کہ وہ آدمی بھی کوئی برا آدمی نہ تھا، اور میری بہن بھی اس کے یہاں دوبارہ جانے پر راضی تھی، مگر میں نے قسم کھالی کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، جس سے وہ فوراً اس شخص سے اپنی بہن کا دوبارہ نکاح کرنے پر آمادہ ہو گئے، اور اس کا نکاح اسی شخص سے کر بھی دیا، جیسا کہ ان حضرات کی شان اور ان کا طرہ امتیاز تھا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر یہ اس طرح فوراً لبیک کہتے تھے کہ اس کے بعد کسی چوں وچرا، حیل وحجت اور قیل و قال کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ بہر کیف شان نزول کوئی بھی ہو، حکم بہر حال عام ہے اور قرآن حکیم اپنی اعجاز بیانی کے مطابق یہ قانون کلی اور دستور عام اس بارے میں مقرر فرما دیا کہ عورتوں کی عدت جب پوری ہو جائے، تو اس کے بعد دستور کے مطابق وہ جہاں چاہیں اپنا نکاح کر لیں۔ تم ان کو ان کے حق سے مت روکو کہ اسی میں سب کی بہتری اور بھلائی ہے ورنہ خواہ مخواہ ان کو روکنے سے معاشرے میں کئی خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں اور پیدا ہوتی ہیں جن کے اثرات دور دور تک پہنچتے ہیں۔ والعیاذ باللہ العظیم(62)۔

ناسخ ومنسوخ اور مولانا اسحاق خان المدنی

آیت: ﴿ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ﴾(63) (سو تم بہ آسانی جتنا قرآن پڑھ سکو پڑھو اور نماز کی پابندی کیا کرو) کی تفسیر میں مولانا محمد اسحاق خان نے لکھا کہ اس کے نتیجے میں اس نے تم پر مہربانی فرمادی اور تہجد کی فرضیت کا وہ حکم منسوخ فرمادیا گیا جو اس سے پہلے تمہیں دیا گیا تھا، علماء کرام کا اس پر تو اجماع واتفاق ہے کہ اس آیت کریمہ سے فرضیت تہجد کا وہ پہلا حکم منسوخ ہو گیا جو شروع میں دیا گیا تھا لیکن یہ نسخ کتنی مدت کے بعد ہو؟ اس میں روایات مختلف ہیں چھ مہینے، آٹھ مہینے، دس مہینے، سولہ مہینے، اور دس سال کے اقوال وارد ہیں، (جامع البیان، وغیرہ) اور اسی بناء پر اس آیت کے دوسرے حصے کے مکی یا مدنی ہونے کے بارہ میں بھی اختلاف واقع ہوا ہے جن حضرات نے دس سال کی مدت والی روایت کو ترجیح دی ہے ان کے نزدیک یہ حصہ یقینی طور پر مدنی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب، سو اس اپنے علم کی روشنی میں اب اس کا حکم یہ ہے کہ قیام اللیل کے لیے تم پر نصف شب، یا ثلث، یا دو ثلث کے قیام کی پابندی نہیں رہی جتنا قرآن ممکن ہو سکے پڑھ لیا کرو اور بس(64)۔

سائنسی تحقیقات میں مفسر کا منہج

سائنسی تحقیقات پر شیخ المدنی کے موقف کو مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾[65] (تم کیسے کفر کرتے ہو اللہ کے ساتھ (اے منکرو!) حالانکہ تم بے جان تھے، تو اس نے تمہیں زندگی (کی یہ عظیم الشان نعمت) بخشی، پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے (اور دے گا) اور وہی تمہیں زندگی بخشتا ہے (اور بخشے گا))۔

شیخ مدنی فرماتے ہیں:

> "موت، زندگی اور پھر موت اور قیامت کا آجانا۔ زندگی بخشنے اور موت دینے کا یہ ایک عام اور معروف مفہوم ہے لیکن اس احیاء و اماتت کا یہ عمل دراصل انسانی جسم میں لگاتار چلتا رہتا ہے جس کے مطابق اس کے جسم کے اندر قوت و انرجی (Energy) کے سیل (Cells) برابر بنتے اور ٹوٹتے رہتے ہیں یہاں تک کہ سائنسی تحقیق کے مطابق دس سال کے عرصے میں اسی انسانی جسم کے برابر ایک اور جسم بن کر ختم ہو جاتا ہے۔۔۔ اگر سائنس کا یہ نظریہ وانکشاف درست اور مبنی بر حقیقت ہے تو یہ قرآن حکیم کا ایک زبردست معجزہ ہے کہ اس کتابِ مقدس نے جس چیز کی خبر پندرہ سو سال قبل دی تھی، جبکہ اس طرح کے کسی انکشاف کا دور دور تک کوئی تصور بھی نہ تھا، سائنسی ترقی اب کہیں جا کر اس کا ادراک و انکشاف کر سکی ہے، اسی لیے ہم نے "یُحْیِیْ،یُمِیْتُ" کے صیغوں کا ترجمہ استمراری الفاظ کے ساتھ کیا ہے، جو کہ فعل مضارع کا اصل مفہوم و مصداق ہے"[66]۔

اصلاح معاشرہ کے لیے مفسر موصوف کا "عمدۃ البیان" میں منہج

مفسر موصوف کی زندگی کا بیشتر حصہ تبلیغ وارشاد اور وعظ و نصیحت میں گزرا اس لیے ان کی تفسیر میں اصلاح معاشرہ، امر بالمعروف و النہی عن المنکر، اور دعوت وارشاد پر مبنی تحریرات کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ جہاں بھی معاشرے کی اصلاح کا کوئی پہلو سامنے آتا ہے مفسر اس کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تدبیر بھی بتاتے ہیں۔ اور بعض اوقات ان آیات پر عمل کے حوالے سے اپنی زندگی کے تجربات بھی اپنی تحریر کا حصہ بناتے ہیں جس میں ترغیب وترہیب اور تذکیر کے بہت سے پہلو موجود ہوتے ہیں۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ مفسر موصوف نے بہت سے ایسی تجاویز، مشورے اور اصولی باتیں بھی اس ضمن میں ذکر کی ہیں جو اصلاح معاشرہ کے لیے راہنما اصول کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس تفسیر کے دعوتی پہلو پر الگ سے ایک مقالہ مرتب کیا جاسکتا ہے۔ تاہم اس مختصر مطالعہ میں زیادہ مثالوں کے ذکر کی گنجائش تو نہیں ہے لیکن ایک مثال سے مفسر موصوف کا انداز ملاحظہ کیجیے:

فرمان باری تعالیٰ: ﴿ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ﴾[67] (اور لوگوں سے اچھی بات کہو) کی تفسیر میں مولانا مدنی فرماتے ہیں: الناس کا لفظ عام ہے۔ مومن غیر مومن سب ہی کو شامل ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ ہر کسی سے اچھائی اور بھلائی ہی کی بات کرو خواہ وہ کوئی

مومن ہو یا غیر مومن۔ اور بھلی بات میں بنیادی طور پر تین باتیں آتی ہیں۔ ایک یہ کہ بات حق اور سچ ہو۔ دوسرے یہ کہ حق بات کہتے ہوئے نیت بھی بھلائی اور خیر خواہی کی ہو۔ تیسرے یہ کہ کہنے کا انداز بھی درست ہو۔ تو خلاصہ یہ ہوا کہ حق کہو، حق کے لیے اور حق کے ذریعے۔ بالفاظ دیگر۔ ''ال جہر بالحق لی وبہ''الحمد للہ آج سے کوئی بیس اکیس سال قبل ہم نے اپنی جماعت کے ایک لیٹر پیڈ پر انہی کلمات کو نصب العین اور ماٹو کے طور پر طبع کرایا تھا۔۔اگر آج اسی﴿ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْـنًا ﴾[1] (اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا) پر صحیح طور پر عمل کر لیا جائے تو معاشرے کی اصلاح میں ایک انقلابی نوعیت کی تبدیلی آسکتی ہے، مگر افسوس کہ آج مسلمان اس کے علم اور اس سے استفادہ کرنے سے محروم اور بے بہرہ ہے۔ اس کو اس کا پتہ ہی نہیں کہ اس کا دین اس کو کیا سکھاتا، بتاتا اور ہدایت کرتا ہے(68)۔

مصادر تفسیر

جن مصادر و مآخذ سے مولانا اسحاق خان المدنی نے اپنی دونوں تفاسیر میں استفادہ کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

روح المعانی، درّ منثور، تفسیر المراغی، جواہر القرآن، ابن عساکر، معارف القرآن للکاندھلوی، قرطبیؒ، ابن کثیر، ابن جریر، تفسیر فتح القدیر للشوکانی روح البیان، تفسیر المنار، تفسیر التحریر والتنویر للامام محمد طاہر ابن عاشور، محاسن التاویل لجمال الدین القاسمی، حاشیۃ الصاوی علی الجلالین، صفوۃ البیان، صفوۃ التفاسیر، کشاف، اضواء البیان، مدارک، تفسیر الکبیر، خازن، معالم التنزیل، بیان القرآن، تفسیر عزیزی، تفہیم القرآن، شیخ الھند کا ترجمہ، تدبر قرآن، تفسیر مظہری، البحر المحیط، ابو سعود، التسہیل لعلوم التنزیل، الاساس فی التفسیر، الماجدی، صحیح البخاری، صحیح مسلم، ابوداود، سنن ترمذی، ابن ماجہ، سنن نسائی، مسند امام احمد، شمائل ترمذی، الادب المفرد للبخاری، مستدرک حاکم، مسند، دارمی، بیہقی، زادالمیسر، الجواب الصحیح، عمدۃ القاری، طحاوی، تلخیص الحبیر، کتاب الام، شرح امام نووی، مشکوۃ المصابیح، کتاب الآثار، موارد الظمآن، حجۃ اللہ البالغہ، المبسوط، ردالمختار، التسہیل لعلوم التنزیل، فتاوی برازیہ، مکتوبات مجدد الف ثانی، تحفہ اثنا عشریہ، انجیل متی، انسیکلوپیڈیا، المنجد، رد روافض حضرت مجدد الف ثانی رسالہ، فتاوی عزیزیہ، المفردات للراغب، فضایل عشرۃ ذی الحج، فتاوی سراجیہ، فتاوی شامیہ، فتاوی عالمگیری، مرقات از ملا علی قاری، مالابدمنہ، دلیل الطالب، اکلیل علامہ شیخ زادہ، الدر المختار، البحر الرائق، الاصول، کتاب العقائد الوثنیۃ فی الدیانات النصرانیہ، مقارنۃ الادیان از ارشاد ابو زہرہ، الفتوحات الالٰہیہ، اشعۃ اللمعات، التحریر لابن ہمام الحنفی، الحکومۃ الاسلامیۃ، شرح مواقف از جرجانی، غنیۃ الطالبین از شیخ جیلانی، وغیرہ شامل ہیں۔

خلاصہ بحث

یہ تفسیر جہاں بہت سی خوبیوں کی حامل ہے وہاں بشری فطرت کے عین مطابق بہت سی سلبی پہلو بھی اپنے اندر رکھتی ہے جہاں تک اس کے مثبت پہلو کا تعلق ہے تو ان میں سے کچھ یہ ہیں:

1۔ اس تفسیر میں تمام تفسیری پہلوؤں کو مد نظر رکھا گیا ہے جن میں ابو طاہر مولانا اسحاق خان المدنی رحمتہ اللہ علیہ کے منہج پر مکمل تحقیق کے لیے یہ صفحات ناکافی ہیں۔

2۔ تفسیر کے مقدمات علوم القرآن میں ایک عمدہ اضافہ ہے۔

3۔ تفسیر محض نقول پر مشتمل نہیں بلکہ ان نقول میں مفسر کی جانب سے تعلیق، تنقید، اضافہ، تنبیہ، اور تنقید کے پہلوؤں کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔

4۔ تفسیر عمدۃ البیان مختلف علوم وفنون مثلاً علوم القرآن، علوم عربیہ، علوم بلاغت کی تطبیق کے علاوہ فقہ، اصول فقہ، مقاصد شریعت، جدید علوم، لطائف، دقائق اور حکمتوں پر مشتمل ایک حسین گلدستہ ہے۔

جہاں تک اس تفسیر کے سلبی پہلوؤں کا تعلق ہے تو وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ مفسر نے اسرائیلیات کو نقل کیا گو کہ ان پر تنقید بھی کی گئی لیکن بہر طور اسرائیلیات پر اعتماد تفسیر کے سلبی پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔

2۔ تفسیر کی مباحث میں تقریری انداز اس قدر زیادہ ہے کے بسا اوقات قاری کو عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن کے تفسیر ہونے کا احساس نہیں رہتا۔

References

1۔ محمد اسحاق خان المدنی، نعمت قرآن اور اس کے تقاضے، راولپنڈی: ایس پی پرنٹرز، ط: ۲، ۲۰۰۷، ص: ۸۷۔۹۸۔ محمد اسحاق خانالمدنی،، تحفۃ العلوم و الحکم بشرح خمسین من جوامع الکلم، راولپنڈی: ایس ٹی پرنٹرز، ط: ۳، ۲۰۰۱ء ڈاکٹر حافظ فیوض الرحمٰن،، مشاہیر علماء، لاہور: حفیظ پریس، ج: ۲، ص: ۶۴۵۔

2۔ ایضاً، ص: ۸۷۔۹۸۔ المدنی، محمد اسحاق خان، تحفۃ العلوم والحکم بشرح خمسین من جوامع الکلم، راولپنڈی: ایس ٹی پرنٹرز، ط: ۳، ۲۰۰۱ء، فیوض الرحمٰن، حافظ، ڈاکٹر، مشاہیر علماء، لاہور: حفیظ پریس، ج: ۲، ص: ۶۴۵۔

3۔ محمد اسحاق خانالمدنی، نعمت قرآن اور اس کے تقاضے، ص: ۹۱۔

4۔ ایضا: ص: 87.۔

5۔ ایضا: ص: 87۔

6۔ ایضا: ص: 87۔

7-ایضا: ص: 88۔

8۔ ایضا: ص: 87

9۔ مفسر علام کے بارے میں یہ معلومات انٹرویو کے ذریعے سے حاصل کی گئی ہیں۔

10۔ محمد اسحاق خان المدنی، نعمت قرآن اور اس کے تقاضے، ص: 88،89

11۔ ایضا؛ ص: 88۔

12۔ ایضا: ص: ۹۰۔

13-ایضا: ص: 89۔

14-ایضا:ص:89۔

15-ملاحظہ کیجیے:ص:89۔

16-مفسر علام کے بارے میں یہ معلومات انٹرویو کے ذریعے سے حاصل کی گئی ہیں۔

17-محمد اسحاق خانالمدنی، نعمت قرآن اور اس کے تقاضے:89۔

18-دیکھیے نعمت قرآن اور اس کے تقاضے، ص:۸۹۔

19۔نعمت قرآن اور اس کے تقاضے، ص:۹۳۔

20۔ملاحظہ کیجیے: نعمت قرآن اور اس کے تقاضے، ص:۹۴۔۹۶۔

21۔محمد اسحاق خانالمدنی، نعمت قرآن اور اس کے تقاضے:95،96

22-مفسر علام کے بارے میں یہ معلومات انٹرویو کے ذریعے سے حاصل کی گئی ہیں۔

23-مفسر علام کے بارے میں یہ معلومات انٹرویو کے ذریعے سے حاصل کی گئی ہیں۔

24-مفسر علام کے بارے میں یہ معلومات انٹرویو کے ذریعے سے حاصل کی گئی ہیں۔

25-مفسر علام کے بارے میں یہ معلومات انٹرویو کے ذریعے سے حاصل کی گئی ہیں۔

26-مفسر علام کے بارے میں یہ معلومات انٹرویو کے ذریعے سے حاصل کی گئی ہیں۔

27-مفسر علام کے بارے میں یہ معلومات انٹرویو کے ذریعے سے حاصل کی گئی ہیں۔

28-مفسر علام کے بارے میں یہ معلومات انٹرویو کے ذریعے سے حاصل کی گئی ہیں۔

29-نجات دینے والے اعمال، ابو طاہر محمد اسحاق خان المدنی، ص،55،56، ناشر المدنی پبلیکیشنز اسلام آباد پاکستان۔

30۔ایضا:ص،55،56، ناشر المدنی پبلیکیشنز اسلام آباد پاکستان۔

31-تفسیر المدنی، مشاہیر کی نظر میں، ص33۔

32-ایضاً، ص،32،33۔

33-ایضاً، ص29،30۔

34-تفسیر المدنی، مشاہیر کی نظر میں، ص،38،39۔

35-ایضاً، ص،45،46۔

36-ایضاً، ص،47،48۔

37-تفسیر المدنی، مشاہیر کی نظر میں، ص،49،50۔

38۔ایضاً، ص،51،52۔

39-ایضاً، ص،54،55۔

40- تفسیر المدنی کا مقدمہ بعنوان: نعمت قرآن اور اس کے تقاضے، ص:۹۹۔۱۰۰۔

41- ملاحظہ کیجیے: تفسیر المدنی کا مقدمہ بعنوان: نعمت قرآن اور اس کے تقاضے، ص:۹۹۔۱۰۲۔

42- محمد اسحاق خان المدنی، نعمت قرآن، ص:۱۱۱۔۱۱۵۔

43- سورۃ الفاتحہ، ۱:۷۔

44- سورۃ الحاقۃ، ۶۹:۴۔

45- سورۃ الحج، ۲۲:۲۔

46- عمدۃ البیان، ج:۷، ص:۱۸۸،۔

47- سورۃ الجن، ۷۲:۱۴۔

48- سورۃ طٰہٰ، ۲۰:۱۱۲۔

49- عمدۃ البیان، ج:۷، ص:۲۷۰۔۲۷۱۔پلندری: دار العلوم الاسلامیہ بکشمیر الحرۃ، المدنی پبلی کیشنز، اسلام آباد، دسمبر ۲۰۱۰ء محرم الحرام، ۱۴۳۲ھ۔۔مزید مثالوں کے لیے دیکھیے: ۷،۱۸۹، ص:۷،۱۲۱، ۱۲۳، ۱۳۴

50۔ سورۃ الزلزال، ۹۹:۷۔۸۔

51۔ محمد اسحاق خان المدنی، عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن، ج:۱، ص:۱۰۸۔آیت: ﴿فَتَلَقَّى آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ (سورۃ البقرۃ، ۲:۳۷) میں کَلِمٰتٍ کے تعین میں جمہور مفسرین کا قول نقل کرنے کے بعد امام حاکم کی مستدرک میں ایک روایت "یارب اَسألک بحق محمد" کو بحوالہ محققین ضعیف اور واہی اور امام ذہبی کے حوالہ سے موضوع قرار دیا ہے۔

52- سورۃ البقرۃ، ۲:۲۴۶۔

53۔ محمد اسحاق خان المدنی، عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن، ج:۱، ص:۴۰۰، ۴۰۸، ۵۸۸، انہی آیات کی تفسیر میں تابوت کے بارے میں اسرائیلی روایات پر مبنی بہت سی معلومات پیش کی گئی ہیں۔

54۔ محمد اسحاق خان المدنی، عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن، ج:۱، ص:۳۸۲۔۳۸۳۔

55۔ ایضا: ج:۱، ص:۱۴۹۔

56- ایضاً، ج:۱، ص:۳۸۴۔

57- سورۃ البقرۃ، ۲:۲۷۹۔

58- محمد اسحاق خان المدنی، عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن، ج:۱، ص:۳۸۴مزید دیکھیے: ج:۱، ص؛۲۰۱۔

58۔ ایضا: ج:۱، ص:۱۹۷۔

59۔ محمد اسحاق خان المدنی، عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن، ج:۷، ص:۱۳۷، مزید ملاحظہ کیجیے: عمدۃ البیان، ج:۷، ص:۶۳۴۔

60- سورۃ البقرہ، ۲:۲۳۲۔

61۔ محمد اسحاق خان المدنی، عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن، ج:۱، ص:۳۸۱، شان نزول کی مزید مثالوں کے لیے ملاحظہ کیجیے: ج:۱، ص:۳۸۱، ۵۱۴۔

62- سورۃ المزمل، ۷۳:۲۰۔

63۔ عمدۃ البیان، ج:۷، ص:۳۰۳۔ بیان نسخ آیات کی مزید مثالوں کے لیے دیکھیے: ج:۱، ص:۳۸۷، ۳۹۷،

64۔ سورۃ البقرۃ، ۲:28۔

65۔ مترجم نے ترجمہ ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے: پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے (اور دے گا) پھر وہی تمہیں زندگی بخشتا ہے (اور بخشے گا)۔ اگر مفسر کی تفسیر کا اعتبار کیا جائے جس پر انہوں نے یہ ترجمہ مرتب کیا ہے تو زیادہ مناسب تھا کہ ترجمہ یوں ہوتا۔ وہی تمہیں موت دیتا رہتا ہے اور دیتا رہے گا اور وہی تمہیں زندگی بخشتا رہتا ہے اور بخشتا رہے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اسی بیان کو دوسرے مقام پر ملاحظہ کیجیے: عمدۃ البیان، ج:۱، ص:۱۵۸۔

66۔ محمد اسحاق خان المدنی، عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن، ج:۱، ص:۹۶۔۹۷۔ اسی بیان کو دوسرے مقام پر ملاحظہ کیجیے: عمدۃ البیان، ج:۱، ص:۱۵۸۔

67۔ سورۃ البقرۃ، ۲:۸۳۔

68۔ محمد اسحاق خان المدنی، عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن، ج:۱، ص:۱۷ امزید مثالوں کے لیے دیکھیے: ۱۷۶، ۱۷۷، ۳۰۶، ۳۸۲، ۳۸۳، ۴۷۰، ۴۶۸، ۴۰۱، ۵۱۴، ۵۲۷، ۸۶۵۔۸۶۶۔